Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 4.94
ISSN No. 2456-1665

سرسید کی ادبی خدمات

Dr. Patel Shabina Begum Mujahed Saheb
Asst.Professor, Dept. of Urdu
Sharadchandra Mahavidyalaya, Shiradhon
shabinapatel751@gmail.com
Mob.No. 9552505096

سرسید احمد خان ۱۸۱۷عیسوی میں دہلی میں پیدا ہوئے ۔ان کے بزرگوں کو شاہی دربار میں رسائی حاصل تھی ۔ان کا خود بھی قلعے میں آنا جانا تھا اِسلئے مغل حکومت کی کمزوری سے وہ اسی وقت واقف ہوگئی تھے ۔ان کی پرورش اور میں اِن کی والدہ کا بڑا ہاتھ تھا جب ملازمت کا وقت آیا تو سر سید نے درباری تعلق پر انگریزی سرکار کی ملازمت کو ترجیح دی اور سر رشتےدار ی سے شروعات کرکے صدر امین کے عہدے تک پہنچے ۔ان کی پہلی اہم تصنیف ,, آثار ا لصنا دید ،، ہے جِس میں اُنہوں بڑی محنت اور چھا ن بین کے بعد دہلی کی عمارتوں اور نامور لوگوں کا ذِکر کیا ہے ۔سر سید نے ملازمت کے ۳۵سال مختلف اضلاع میں بڑی نیک نامی سے بسر کئے اور ساتھ ہی تصنیف و تالیف کا کام بھی انجام دیتے رہے ۔ان کی اِس زمانے کی تصنیفات میں رسالہ اسباب بغاوت ہند بہت زیادہ اہم ہے ۔یہ کتاب سر سید کی صاف گوئی اور بے ہر ا سی کی مشاہد ہے ۔سر سید کی مذہبی تصنیفات بھی بہت زیادہ ہیں ۔وہ مذہبی عقائد میں سید احمد بریلوی اسمعیل شہید اور شاہ عبد العزیز سے متاثر تھے ۔سر سید نے تصنیف و تالیف کے علاوہ اشاعت تعلیم کی بھی بہت کوشش کی ۔وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ مسلمانوں کی بربادی کی سب سے بڑی وجہ تعلیم کی کمی ہے اور ان کو تعلیم ہی کے ذریعے مصیبتوں سے نجات مل سکتی ہے ۔سرکاری ملازمت کے زمانے میں بھی اشاعت تعلیم کا کام کرتے رہے اور سب سے پہلا مدرسہ اُنہوں نے مراد آباد میں قائم کیا ۔اس مدرسے میں فارسی کی تعلیم دی جاتی تھی ۔۱۸۶۴ عیسوی میں اُنہوں نے دوسرا اسکول غازیپورمیں قائم کیا جس میں انگریزی بھی پڑھائی جاتی تھی

لیکن اُن کا سب سے اہم کام علیگڑھ کالج کے قیام سے پہلے سائنٹفک سوسائٹی غازی پور کا افتتاح تھا جو ۱۸۹۳عیسوی میں ہوا ۔اس سوسائٹی کا اصل مقصد مغربی علوم کو ہندوستان میں رائج کرنا تھا ۔لیکن سر سید نے تعلیم کے سلسلے میں جتنی کوشش کی اِن میں مسلمانوں کی کوئی تخصیص نہیں تھی ۔سر سید نے جو مدرسے قائم کئے تھے اِن میں ہندو اور مسلمانوں کی کوئی تفریق نہیں تھی ۔اگر چہ بعد میں انھیں یہ احساس ہوا کہ ہندو اپنے ماضی کے احیاء کے لئے تیزی سے اٹھ رہے ہیں ۔اور ہندو ہندی ہندوستان کا نعرہ کر رہے ہیں ۔سر سید کی دور بین نگاہوں نے اِس تحریک کی اہمیت کا اندازہ کیا اور اُنہوں نے مستقل میں اِس سے پیدا ہونے والے نتائج کو پہلے ہی اغزت کر لیا۔اس وجہ سے بنارس کے قیام میں اُنہوں نے با لخصو ص مسلمانوں کی تعلیم اور تہذیب کے تحفظ کی کوششوں کی ابتدا کی لیکن ان کی اِن کوششوں کو فرقہ وا رانہ رنگ نہیں دِیا جاسکتا ۔اُنہوں نے آخر وقت تک اِس بات کی کوشش کی تھی کہ ہندو اور مسلمان متحد ہوکر رہیں ۔اُنہوں نے اِن دونوں قوموں کو ایک خوبصورت دلہن کی دو آنکھوں سے تشبیہ دی ہے ۔

سر سید نے سب سے پہلے ہندوستان میں بسنے والے لوگوں کو متحدہ قومیت
کا سبق دیا ۔اور آپس میں ایک دوسرے کی پریشانیوں اور مصیبتوں میں مدد کرنا سیکھا یا وہ اِس بات سے اچھی طرح واقف تھے کہ ہندوستان کی ترقی اِس صورت میں ممکن ہے جبکہ ہندو اور مسلمان متحد ہوکر رہیں ۔وہ کسی ایک فرقے کی ترقی کو ملک کی ترقی نہیں سمجھتے تھے ۔اُنہوں نے ہندوستان کے مختلف شہروں میں نہ جانے کتنی بار لوگوں کو غیر فرقہ واریت کا سبق دیا ۔سر سید اپنی کوششوں میں کافی حد تک کامیاب بھی ہوئے اور اِس زمانے کے بعض غیر مسلم اخبارات نے انکے اس جذبہ کی تعریف کی ۔لاہور میں انڈین ایسو سی ایشن نے اُن کو جو سپا نامہ دیا تھا ۔اِس پر دستخط کرنے والوں میں چو دہ ہندو اور پانچ مسلمان تھے ۔سر سید سے زیادہ اتحاد قومی اور بے تعصبی کی پالسی رکھنے والا شخص مشکل سے نظر آ ئے گا ۔لیکن اس وقت انگریزوں کا مفاد اسی میں تھا کہ ہندو مسلمانوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ نفاق پیدا کیا جائے اور اسلئے شاید آخر میں سر سید کے متحد ہ قومیت کے نظریے کو شکست ہوئی ۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے سر سید کے بارے میں لکھا ہے ۔

سر سید نہ تو فرقہ پرست تھے اور نہ ہندووں کے خلاف تھے ۔اُنہوں نے بار بار اِس بات پر زور ,, دیا ہے کہ مذہبی اختلافات کو کوئی سیاسی یا قومی اہمیت نہیں دینا چا ہیے ۔اُنہوں نے کہا کہ کیا تم سب ایک ہی ملک میں نہیں رہتے ۔یاد رکھو لفظ ہندو اور مسلمان محض مذہبی امتیاز کی نشانی ہے ۔ورنہ ہمارے ہندوستانی چا ہے وہ ہندو ہوں یا مسلمان یا عیسائی ایک ہی قوم سے تعلق رکھتے ہیں ۔

جب سر سید کا متحدہ قومیت کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوا تو اُنہوں نے اپنی تمام صلاحیتیں مسلمانوں کی جدید کے راستے پر صرف کرنے کی کوشش کی ۔اِن کا یہ عمل ہر اعتبار سے درست تھا ۔اگر وہ ایسا نہ کر تے تو آج مسلمان ترقی کی دوڑ میں سب سے پیچھے نظر آتے ۔جب ان کا تبادلہ صدر امین کی حیثیت سے مراد آباد کو ہوگیا تو یہاں اُنہوں نے بے گناہ مسلمانوں کی جانیں بچانے اور ان کی جائیدادوں کو ضبطی سے نکالنے کا بڑا اہم کام کیا ۔اُنہوں نے ایک شفا خانہ اور ایک یتیم خانہ بھی قائم کیا اور ہندو مسلمانوں کی یکساں مدد کی ۔سر سید نے مسلمانوں کے لئے جدید تعلیم کا بندوبست کیا ،علی گڑھ میں محمڈن کا لج قائم کیا جو آج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے نام سے موجود ہے اسطرح اُنہوں نے مسلمانوں کو جدید تعلیم سے بہرہ مند ہونے کا موقع دیا ۔اِن کا اِس سے بھی بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اُنہوں نے مسلمانوں کے اخلاق اور رسم و رواج کی درستی کے لیے رسالہ ,, تہذیب ا لا خلاق ،،نکالا جس نے مسلمانوں کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دِیا ۔اُردو ادب پر سر سید کا بہت بڑا احسان ہے ۔اُنہوں نے اُردو نثر میں مدعا نگاری کی بنیاد ڈالی ۔اُنہوں نے اپنی بات کو دلیلوں کے ساتھ واضح الفاظ میں کہنا سکھایا ۔اُردو کو لفاظی اور بے جا عبارت آرائی سے نجات دلائی ۔اُنہوں نے خود کچھ لکھا اور اس سے بھی بڑا کام یہ کیا کہ لکھنے والوں کی ایک پوری جماعت تیار کر دی ۔یہ بات درست کہی گئی ہے کہ کچھ لوگوں نے تو براہ راست اِن کے دامن تربیت میں پرورش پائی اور کچھ نے دور سے فیض اٹھایا ۔آج جو زبان ہم لکھتے اور بولتے ہیں اِس کی داغ